حفیظ رضا پسروری

مقدمات بغاوت اور آزادی برصغیر

آزادی برصغیر کی طویل اور صبر آزما جدوجہد کے دوران متعدد قومی و ملکی رہنماؤں پر انگریزی حکومت نے دفعہ 124 - الف کے تحت جو مقدمات قائم کیے انکی تفصیل ہماری تاریخ کا روشن باب ہے اور آج بھی ان کی صدائے بازگشت سے وابستگان، تاریخ حریت کی آبرو قائم و دائم ہے۔ ان مقدمات میں مولانا ابوالکلام آزادؒ مرحوم کے خلاف تقریر کلکتہ (1921ء) امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاریؒ کے خلاف مشہور لدھارام کیس (تقریر لالہ موسیٰ) اور مولانا حسرت موہانیؒ کے خلاف مقدمہ کانپور قابل ذکر ہیں۔ انگریزی حکومت کے طویل دور میں اس دفعہ کے تحت مقدمات کی تعداد کچھ زیادہ نہیں، لیکن جب بھی قومی رہنماؤں کے خلاف اس دفعہ کا استعمال ہوا۔ انہوں نے اس کا ایمان پرور دفاع کیا اور عدالتوں کے سامنے ان کے بیانات حق گوئی کی ایسی روشن مثال ثابت ہوئے کہ انگریزی عدالتیں بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کو 1921ء کے مقدمہ میں ایک سال کی قید ہوئی جس پر مولانا نے عدالت سے مخاطب ہوتے کہا۔

"مسٹر مجسٹریٹ! یہ تو اس سے بہت کم ہے جس کا میں متوقع تھا"۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا حسرت موہانیؒ اپنے اپنے مقدمات میں باعزت رہا ہوئے۔

مولانا آزادؒ ...... سے جب عدالت نے اپنا بیان دینے کو کہا تو انہوں نے پہلے تو کوئی تقریری یا تحریری بیان دینے سے اعتراض کیا لیکن سنٹرل خلافت کمیٹی کے کہنے پر انہوں نے عدالت میں جو تحریری بیان دیا وہ قول فیصل کے نام سے مشہور ہوا اس بیان میں مولاناؒ نے فرمایا۔

"میرا ارادہ نہ تھا کہ بیان دوں لیکن 6 جنوری کو جب میرا مقدمہ پیش ہوا تو میں نے دیکھا گورنمنٹ مجھے سزا دلانے کے معاملے میں نہایت عاجز اور پریشان رہی ہے حالانکہ میں ایسا شخص ہوں جس کو اس کی خواہش اور خیال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ سزا ملنی چاہیے۔ پہلے میرے خلاف دفعہ 17 - 2 ترمیم ضابطہ فوجداری کا دعویٰ کیا گیا تھا لیکن جب اس کا ویسا ثبوت نہ مل سکا جیسا کہ آج کل اثبات جرم کیلئے کافی تصور کیا جاتا ہے تو مجبوراً واپس لے لی گئی اب 124 - الف کا مقدمہ چلایا گیا ہے بدقسمتی سے یہ بھی مقصد براری کیلئے کافی نہیں۔ میں مجرموں کے اس کٹہرے میں محسوس کرتا ہوں کہ بادشاہوں کے لئے قابل رشک ہوں .... میں فرض کی تعمیل سے اس لئے باز نہیں رہ سکتا کہ وہ 124 - الف کا جرم قرار دیا جائیگا۔

مولانا نے آگے چل کر فرمایا

"جن مسلمانوں کے مذہبی فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ موت قبول کرلیں مگر حق گوئی سے باز نہیں آئیں ان کیلئے دفعہ 124 - الف کا مقدمہ یقیناً کوئی بڑی ڈرائونی چیز نہیں ہو سکتا جس کی زیادہ سے زیادہ سزا مدۃ العمر کی قید ہے۔

پہلے دور کے مسلمانوں کی حق گوئی کا یہ حال تھا کہ دارالخلافت کی ایک بڑھیا عورت خلیفہ وقت سے کہہ سکتی تھی۔ "اگر تم انصاف نہ کروگے تو تکلے کی طرح تمہارے بل نکال دیں گے"۔ لیکن وہ مقدمہ بغاوت چلانے کی بجائے خدا کا شکر ادا کرتا کہ قوم میں ایسی درست باز زبانیں موجود ہیں۔ عین جمعہ کے مجمع میں جب خلیفہ منبر پر خطبہ کیلئے کھڑا ہوتا تو کہتا۔ "وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا" سنو اور اطاعت کرو تو ایک شخص کھڑا ہو جاتا اور کہتا "نہ تو سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے"۔ کیوں؟ "اس لئے کہ تمہارے جسم پر جو چوغہ ہے وہ تمہارے حصے سے زیادہ کا بنا ہوا ہے اور یہ خیانت ہے"۔ اس پر خلیفہ اپنے لڑکے کی گواہی دلاتا وہ اعلان کرتا کہ میں نے اپنے حصہ کا کپڑا بھی اپنے باپ کو دے دیا تھا اس سے چغہ تیار ہوا" قوم کا یہ طرز عمل اس خلیفہ کے ساتھ تھا جس کی صولت و سطوت نے مصر اور ایران کا تخت الٹ دیا تھا تاہم اسلامی حکومت میں کوئی دفعہ 124 - الف نہ تھی۔ (قول فیصل)

اسلامی تاریخ اور اسلامی تعلیم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے مولانا نے عدالت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

بقیہ صـ ۳۷ پر